زرعی مارکیٹنگ میں مڈل مین کا کردار- تعلیمات اسلامیہ کے تناظر میں ناقدانہ جائزہ

اللہ بخش نجمی*

ڈاکٹر فیروز شاہ کھگہ**

Pakistan is an agricultural country. The biggest problem of Pakistani agriculture is its exploitative marketing; here a farmer cannot sell his produce directly into the market on his own and is at the mercy of middle man (broker).On this account, food stuffs are getting dearer for the consumer, resulting in exploitation of both consumer and the farmer. The solution to this problem lies in the model as proposed by the Prophet Muhammad (peace be upon him).This model of agricultural marketing is free from the concept of interest and middle man.The solution suggested by Islam is preferable to the measure suggested by other belief systems, in that it provides comprehensive guidelines for every aspect of human life. Its teachings address all issues likely to be confronted in human life. No society can survive without some form of mechanism of trade and commerce. The solution suggested by Islam provides distinctive approach to deal with marketing issues in a way free from exploitation found in Pakistani agricultural market. The objective of this article is to point out the exploitative practices of middle man and suggest measures for its rectification.

مڈل مین کا معنی و مفہوم:

زرعی منڈی میں ایک اہم کردار جو بنظر غائر مشاہدہ کیا جائے تو احساس ہو گا کہ پوری منڈی(Market) کو چلا رہا ہے۔اس کردار کو مڈل مین(Middle Man) کا نام دیا جاتا ہے۔اسی کے گرد موجودہ زرعی منڈی کا سسٹم گھوم رہا ہے۔ مڈل مین انگریزی کے دو الفاظ مڈل (Middle)اور مین(Man) کو ملانے سے بنتا ہے ،اس سے مراد درمیانہ آدمی جو اگانے والے شخص اور پیداوار کے درمیان پل کا کردار ادا کرتا ہے۔ "Between producer and consumer." (Middle man)[1] یعنی وہ شخص جو درمیانی حیثیت اختیار کرے ،گویا پیدا کنندہ(کسان) اور صارف کے درمیان واسطہ ہو۔ انگریزی میں اس کے مترادف الفاظ Broker,Commission Agent ہیں۔ چیمبر ڈکشنری میں درج ہے:

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ اسلامیہ کالج چنیوٹ۔

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا۔

Broker: is a person employed to buy and sell for others: a second hand dealer a go between negotiate or intermediary.[2]

جو شخص کسی دوسرے کی اشیاء کو بیچنے اور خریدنے کے لئے متعین کیا جائے اور وہ درمیان میں آکر سودا کرواتا ہے، اس لحاظ سے بروکر محدود معنی دیتا ہے جبکہ مڈل مین ایک وسیع معنی رکھتا ہے۔یعنی بروکر وہ ہے جس کی خدمات کسی چیز کے بیچنے اور خریدنے میں خریدی جائیں جبکہ مڈل مین سے مراد وہ تمام کردار ہیں جو چیز کو پیداکنندہ(Producer)سے لے کر صارف(Consumer) تک پہنچنے کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔ بالعموم اردو میں اس کے لئے لفظ دلال بھی استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ عربی میں اس کے لئے لفظ استعمال ہوتا ہے سمسار۔ جن کی جمع ہے سماسرہ۔

السمسار هو المتوسط بين البائع و المشترى۔[3]

سمسار فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان واسطہ ہے۔

الوسيط بيع البائع و المشترى يستهيل الصفة[4]

یعنی خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان ایسا شخص جو خرید و فروخت کا عمل آسان کردے۔

فرھنگ فارسی میں سمسار کی تعریف ان الفاظ میں منقول ہے "دکاندار کہ اسباب خانہ خرید و فروش میکند سفسار اور سپنسار نیز گفتہ اند "۔[5]یعنی دکاندار کے گھر کے ساز و سامان کی خرید و فروخت کرتا ہو۔ سمسار کو سفسار اور سپنسار بھی بولا جاتا ہے۔ صنعتی ترقی سے پروڈیوسر اور صارف کا فاصلہ بڑھ رہا ہے چیز صارف تک پہنچتے بہت سے مڈل مینوں کے ہاتھوں سے گزر کر جاتی ہے۔

مڈل مین: تاریخ کے آئینہ میں:

کسی بھی شعبہ زندگی کو اگر دیکھنا ہو تو اس کی بنیاد کو دیکھنا ہوگا۔ چونکہ مڈل مین معاشی کل پرزہ کا نام ہے اس لئے اس کی بنیاد کو دیکھنا ہوگا۔ چونکہ مڈل مین ایک سوچ و فکر کا نام بھی ہے جس کے تانے بانے سرمایہ پرستی اور سرمایہ دارانہ نظام سے جڑے ہوئے ہیں ہے۔

بالعموم اقتصادی نظام فکر کے دو ہی وسائل(Roots)ہوتے ہیں ایک مذہبی اور دوسرا دنیاوی، مذاہب عالم کا جائزہ لیں تو اسلام کے علاوہ نصرانیت ،یہودیت ،ویدک دھرم اور زرتشتی مذہب بڑے بڑے مذاہب ہیں۔ سب سے پہلے نصرانیت کو ہی لیجئے اس کی تعلیمات یوحنا، متی، مرقس اور لوقا

اناجیل اربعہ سے ماخوذ ہیں۔ اگر اس کا بغور جائزہ لیا جائے تو ہمیں عیسائی عقیدہ میں یہ بار بار تاکید ملتی ہوئی نظر آتی ہے کہ لوگ رھبانیت اختیار کریں۔ انجیل متی میں ہے:

"تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے کیا پیئیں گے اور نہ ہی اپنے بدن کی کیا پہنیں گے کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں۔ ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بولتے ہیں اور نہ کاٹتے ہیں نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں۔ تو بھی تمہارا آسمانی باپ ان کو کھلاتا ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ قدر نہیں رکھتے ہیں۔"[6]

لوقا میں ہے کہ " اس نے ان سے کہا کہ خبر دار اپنے آپ کو ہر طرح کے لالچ سے بچائے رکھو کیونکہ کسی کی زندگی اس کے مال کی کثرت پر موقوف نہیں۔ ایسا ہی وہ شخص ہے جو اپنے خزانے جمع کرتا ہے اور خدا کے نزدیک دولت مند نہیں"۔[7] اس طرح انجیل متی میں ہے۔

"میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ دولت مند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے اور پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔"[8]

اناجیل اربعہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت تو عیاں ہے کہ نصرانیت "سرمایہ داری" کی مذمت کرتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ رہبانیت اور دنیا کشی کی تعلیم ملتی ہے۔ جس سے کسی عادلانہ اقتصادی نظام کا مرتب کرنا محال ہے۔ اگر عہد نامہ جدید سے عہد نامہ قدیم (توراۃ) کی طرف آئیں، تو ہمیں کہیں بھی معاشی فکر و فلسفہ کی رمق بھی نظر نہیں آئے گی۔ اس میں جاہ و حشمت کے قصے۔ دشمنوں پر غالب آنے کی وارداتیں تو ہیں لیکن اقتصادی نظام کے متعلق چند احکام بھی نہیں ملتے۔

اسی طرح زرتشتی مذہب کی کتابیں -"ژند اور اوستا" بھی اس سلسلہ میں مایوسی کے سوا کچھ نہیں دیتی ہیں۔ کہ ان میں بھی انسانی معیشت کے حوالہ سے کوئی حکم نہیں ہے۔ اور جہاں تک ہندو مذہب کا تعلق ہے اس کے ویدوں کے مطالعہ میں بھی سوائے غرباء کی دولتمندوں سے جنگ کے قصوں کے علاوہ قوانین و احکام نہیں ملتے۔ جن پر ایک اقتصادی نظام کی بنیاد رکھی جائے۔ اس کے بجائے کہ

عادلانہ اصول وضوابط ملیں ۔"سود" کی اجازت کا درس ملتا ہے جن پر مہاجنوں نے سودی کاروبار کے ذریعے معاشرہ کا خون نچوڑلیا۔[9]

درج بالا تجزیہ پیش کرنے کا ایک ہی مقصد تھا کہ مذاہب عالم کے تجزیہ کے بعد یہ نتیجہ بر آمد ہوتا ہے کہ سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں ایسی بنیادیں نہیں جن پر مذہبی عادلانہ اقتصادی نظام کو استوار کیا جاسکے۔ اب دو ہی نظام بچے ایک دنیاوی نظام معیشت اور دوسرا اسلامی نظام معیشت۔ دنیاوی نظام معیشت میں موجودہ دور میں سرمایہ دارانہ نظام اور سوشلزم ہے۔ سوشلزم سرمایہ دارانہ نظام کے رد عمل کے طور پر معرض وجود میں آیا۔ لیکن روس کے خاتمہ کے بعد یہ سیاسی طور پر اپنی حیثیت بر قرار نہ رکھ سکا۔ لیکن اگر ان دونوں نظاموں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ اس نکتہ پر متفق نظر آتے ہیں کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی میں دینا۔ کہیں سرمایہ دار ہے تو کہیں ریاست وحکومت ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلامی نظام معیشت انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خالق کون ومکاں کی عبدیت کے مقام جلیلہ تک لے جانا چاہتا ہے۔ یہی ہے غیر اسلامی معاشرے میں مڈل مین کے کردار کا بنیادی پتھر کہ لوگوں کو سودی شکنجہ میں کس کر وسائل پر قبضہ کر کے استعماریت کو فروغ دیا جائے۔ دنیاوی نظام معیشت جنہیں ہم غیر اسلامی معاشی نظام کہتے ہیں وہ انسانی ذہن کی پیداوار ہیں۔ انسان کے اندر جہاں اچھائیاں موجود ہیں جہاں مثبت اور تعمیری رجحانات ہیں۔ وہاں انسان کے مزاج میں بعض منفی رجحانات بھی موجود ہیں۔ بعض تخریبی تقاضے بھی انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں، اگر ان تخریبی تقاضوں کو نہ دبایا جائے تو انسان کی کمزوری یہ ہے کہ وہ لالچ کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ زر اور ہوس کا بندہ بن جاتا ہے ۔ حلت وحرمت کے پیمانے ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ سود، سٹہ، جواء یا لاٹری ہو اس کو تو زر چاہئے۔ دنیاوی نظام اقتصاد میں دو چیزیں کلیدی ہیں ایک مڈل مین جو خود کوئی چیز نہیں پیدا کرتا جبکہ فائدہ زیادہ اٹھاتا ہے اور(Producer)(Real Agent) اور صارف کو نقصان پہنچا کر اپنی تجوری بھرتا ہے اور دوسری سود ہے۔

بالعموم یہ بات تاریخی اعتبارات سے درست معلوم ہوتی ہے کہ خلافت عثمانیہ کے عہد میں مارکیٹنگ اور مارکیٹ آزادانہ معاشی سرگرمیوں کی آخری مثال ہے جس میں استحصال کے عناصر کالمعدوم تھے اور جو سود اور مڈل مین کے تسلط سے آزاد تھا۔

مڈل مین کی شرعی حیثیت:

اسلامی کاروبار کے طریقوں کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے واضح ہدایات جاری کیں اور ان میں اس اصول کو مدنظر رکھا گیا کی ان میں سود کا کوئی شائبہ تو نہیں ہے۔ چنانچہ جن معاملات میں سود یا اس کا شبہ نظر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح الفاظ میں ان سے منع فرمادیا۔ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصولی تعلیم دی وہ یہ تھی کہ کوئی سودا خریدتے وقت یا بیچتے وقت دونوں فریقین کی موجودگی لازم ہے اور متعلقہ مال کو اچھی طرح دیکھ بھال کر سودا کریں یہ سودا دست بدست ہونا چاہئے۔ اور خریدار اچھی طرح دیکھ کر سودا کریں یہ معاملہ صرف انہی دو فریقوں کے درمیان ہو گا۔ یعنی ایک خریدنے والا اور ایک بیچنے والا۔ اس میں کسی تیسری پارٹی کی ضرورت نہیں جو آجکل مڈل مین کی شکل میں کاروبار میں کل پرزہ بنا ہوا ہے اور سود کی طرح مہنگائی کا ایک بڑا سبب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"وعن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم الذهب با لذهب الورق بالورق ربا الا هاوها۔و البر با لبرر با الا ها و ها و الشعير بالشعير ربا الا ها و ها و التمر بالتمر رباالاهاوها"[10]

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کا سونے سے، چاندی کا چاندی سے کاروبار دست بدست ہو تو ٹھیک وگرنہ وہ سود ہو گا۔ اس طرح گندم کی ایک قسم کا دوسری قسم سے کاروبار دست بدست ہو تو جائز ہو گا وگرنہ سود، اس طرح جو اور کھجور کا معاملہ ہے۔

عام طور پر جیسا کہ آجکل رواج ہے کہ اجناس کو دیکھے بغیر ان کے سودے ہوتے ہیں اس مین کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک فریق دھوکا میں رہ جاتا ہے اور دوسرا محض اپنی چالاکی سے نفع بٹور لیتا ہے۔ مڈل مین ان چالاکیوں کو پختہ کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح الفاظ میں اس کی ممانعت کا اعلان فرمایا۔

مڈل مین کی ممانعت:

وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تلقوا الركبان۔ولا يبيع حاضر لباد فقيل لابن عباس قوله لا يبيع حاضر لباد قال لا له سمساراً[11]

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیہات سے آنے والے سواروں سے راستے میں جا کر سودا نہ خرید و اور نہ ہی شہر والا دیہات والے کا مال بیچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مڈل مین نہ بن جائے۔

چونکہ دیہات والوں کو عام طور پر شہر کے تازہ نرخوں کا علم نہیں ہوتا اس لئے چالاک آڑھتی دیہات میں یا راستے میں ان کا مال و پیداوار لے کر سستے داموں خرید لیتے ہیں اور گراں نرخوں پر بیچتے تھے۔ آجکل وہی کاروبار دیدہ دلیری سے ہو رہا ہے۔

احادیث میں ممانعت شدیدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشے کی حرمت اتنی شدید کی کہ ذرہ بھر بھی گنجائش نہ چھوڑی کہ اگر مڈل مین کا دیہات والا بھائی یا سگے باپ بھی کیوں نہ ہوں وہ اس کی پیداوار کو فروخت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

نهى ان يبيع حاضر لباد وان كان اباء او اخاه.[12]

اسی طرح کی ایک روایت امام بخاری نے بھی اپنی " الجامع الصحیح " میں نقل کی ہے، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمادیا کہ کوئی شہر والا دیہات والے کا مال نہ بیچے چاہے وہ اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ امام بخاری اور مسلم اس حدیث پر متفق ہیں۔ ابو داؤد اور نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے منع فرمادیا ہے چاہے وہ اس کا باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

فقہاء کے نزدیک بیع حاضر للباد (مڈل مین) کا حکم:

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ معاملہ حرام ہونے کے باوجود صحیح ہے، جیسا کہ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے اس کی صراحت کی ہے، حنفیہ کی روایت اس کے مطابق ہے۔

ذهب جمهور الفقهاء الي انه محرم مع صحته وصرح به بعض الحنفية وعبر عنه كما صرح به المالكية والشافعية والحنابلة مع ذلك صحيح عند جمهورهم، كما هو رواية عن الامام احمد.[13] والنهي عنه لا يستلزم الفساد لانه لا يرجع الي الذات لانه لم يفقد ركنا ولا الي لازمه، لانه لم يفقد شرطا، بل هو راجع لامر خارج غير لازم، كالتضييق

والایذاء.[14] مذهب المالکیة ومذهب عند الحنابلة والاظهرعندهم، ان هذا البیع حرام، وهو باطل ایضا وفاسد ، کما نص علیه الخرقی، لانه منهی عنه والنهی یقتضی فساد المنهی عنه.[15]

اس بیع کی ممانعت سے اس کا فاسد ہونا لازم نہیں آتا، اس ممانعت کا اثر اس بیع کی ذات پر نہیں ہوتا، اور اس وجہ سے بھی کہ اس معاملہ میں کوئی رکن یا لوازم میں سے کوئی چیز مفقود نہیں ہوئی، اور نہ ہی کوئی شرط مفقود ہوئی ہے، بلکہ وہ ممانعت ایک ایسی چیز کی وجہ سے جو کہ ایک خارجی امر ہے، جو کہ بیع کو لازم بھی نہیں ہے، اور وہ خارجی امر لوگوں کو تنگی، مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے مذہب میں اظہر قول یہ ہے کہ یہ بیع حرام ہے، یہ باطل اور فاسد ہے، کیونکہ اس بیع سے منع کیا گیا ہے، اور ممانعت فساد کا تقاضہ کرتی ہے۔ ممانعت کا اس سے وضح حکم کیا ہو سکتا ہے۔

مڈل مین کے حیلے اور فریب:

انہوں نے آگے اپنے ٹاؤٹ چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں جو لوگوں کو پھنسا کر ان کے پاس لے آتے ہیں اسی طرح انہوں نے فرضی خریدار کھڑے کئے ہوتے ہیں جو قیمت بڑھاتے ہیں بولی میں جس سے شہری یا سادہ لوح دیہاتیوں کو دھوکہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وعن ابن عمر قال نهی النبی صلی الله علیه و سلم عن النجش۔[16]

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع کیا ہے اس لئے آڑھت کو ممنوع قرار دیا چونکہ یہ ان کے حیلوں میں شامل ہے کہ فرضی بولی لگاتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عن ابی هریره ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی ان یبیع حاضر لباد وان تناجشوا۔[17]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شہری کو کسی دیہاتی کی طرف سے مال فروخت کرنے سے منع فرمایا اور یہ کہ وہ نجش کا معاملہ نہ کریں۔ نجش سے مراد فرضی بولی دے کر چیز کو مہنگا کرنا اور صارف کو نقصان پہچانا یا دیہاتی کو دھوکا دینا کہ آجکل اس کی قیمت اتنی ہی چل رہی ہے اس کو بیچ دو۔

سودے میں کتمان عیب:

شریعت حقہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی سودے میں کوئی عیب ہو تو خریدار پر اس عیب کو واضح کر دیا جائے اس کے برعکس آجکل عیب چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے آڑھتی حضرات نے تو اس قسم کے کاروبار کی خصوصی تربیت حاصل کی ہوتی ہے اور جو اس کام کے لئے مشہور ہو دیہاتی لوگ اس کے پاس زیادہ اکھٹے ہوتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے کاروبار سے سختی سے منع کیا۔

عن واثلة بن الأسقع قال سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول: من باع عيبا لم يبينه لم يزل في مقت الله ولم تزل الملائكة تلعنه.[18]

حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی عیب دار چیز کو اس طرح بیچے کہ اس کے عیب سے خریدار کو مطلع نہ کرے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں رہتا ہے یا یہ فرمایا کہ اس پر فرشتے ہمیشہ لعنت بھیجتے رہتے ہیں.

مڈل مین پوری منڈی کا مال ساکھ پر خرید لیتا ہے بغیر قیمت ادا کئے ہوئے اور ضرورت مندوں کو محروم کر دیتا ہے اسی طرح بعض دفعہ بیعانہ دے کر پوری منڈی کا مال خرید لیتا ہے اس سے بھی چونکہ ضرورت مندوں کا استحصال ہوتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عربان کے کاروبار سے منع فرمایا، روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع العربان.[19]

بینک اور مڈل مین:

مڈل مین چونکہ بار سوخ ہوتا ہے وہ بینک سے قرض لے کر اور مال کی بنیاد پر لمٹ بنوا لیتا ہے چنانچہ وہ پیداوار کو خرید لیتا ہے چنانچہ جوں ہی اس فصل کے برداشت کا وقت ختم ہوتا ہے اسی چیز کی قیمت آسمان سے باتیں کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ چیزوں کو ذخیرہ کر لیتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذخیرہ اندوز کے لئے بڑی وعیدیں سنائی ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الجالب لمرزوق والمحتكرملعون۔[20]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال بازار میں لانے والا رزق دیا جاتا ہے اور محتکر لعنتی ہے۔

آڑھت کے کاروبار کی مندرجہ بالا تمام صورتیں سود کی تعریف میں آتی ہیں یا ان میں اس کا شبہ پایا جاتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام تفصیلات کا جائزہ لے کر انہیں بڑے واضح الفاظ میں حرام قرار دے دیا۔ آج آڑھت کے کاروبار کی یہ سب صورتیں ہمارے ہاں مروج ہیں بلکہ ان میں پہلے سے بھی زیادہ غلط طریقے شامل ہو گئے ہیں ۔ چونکہ مڈل مین کی حیثیت (Parasite): کی ہے، جو خود اپنی خوراک نہیں بناتا بلکہ دوسروں سے حاصل کرتا ہے۔ جس طرح درختوں پر بیل ہوتی ہے اور وہ درخت کا رس چوس کر اس کو خشک کر دیتی ہے اس طرح مڈل مین خود تو موٹا تازہ ہو رہا ہے۔ یہ رس نچوڑ رہا ہے (Producer) کسان کا اور صارف کا۔ اس لئے تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اپنے فرمان عالیہ لا یبیع حاضر لباد سے جڑ کاٹ دی ہے۔ اس پر تفصیلاً بحث آگے آرہی ہے۔

غیر اسلامی معاشی نظام کو ہم صرف غیر اسلامی ممالک تک ہی نہ سمجھیں اب یہ اسلامی ممالک میں بھی یہی نظام چل رہا ہے۔ چونکہ ارض پاکستان کی زرعی منڈیوں میں بھی مڈل مین کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے چونکہ یہاں کا اشرافیہ اور سرمایہ دار طبقہ سیکولر ذہنیت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ عملاً اس اصول پر چل رہا ہے کہ مذہب کو مسجد تک محدود کیا جائے اس کا عمل دخل بازار میں نہ ہو۔ آئے روز اخبار اور الیکٹرانک میڈیا میں خبریں اور اشتہار چھپتے ہیں کہ کسان اور عوام کو مڈل مین کے استحصال سے بچایا جائے، مڈل مین اب ایک مافیا کی صورت اختیار کر گیا ہے جو پالیسی سازوں کو فنڈنگ کرتا ہے اور کوئی بھی پالیسی میکر ان کے خلاف بات نہیں کرتا۔

سید کمال حیدر اپنی کتاب میں استحصال کے متعلق لکھتے ہیں۔

> "پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے لیکن پاکستان کے کسان اپنی پیداوار کے مناسب دام حاصل کرنے مین ناکام رہتے ہیں۔ وہ اپنی پیداوار کو گھر لانے سے پہلے سستے داموں فروخت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں یا پھر فصل گھر آتے ہی شہروں میں رہنے والے کاروباری لوگ جنہیں بیوپاری، کچے آڑھتی، پکے آڑھتی اور دلال وغیرہ کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ دیہات پر ہلہ بول دیتے ہیں اور کسانوں کی فصل اونے پونے داموں خرید کر لے جاتے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق یہ

درمیانی لوگ کسان کے گاڑھے پسینے کی کمائی کم از کم پانچواں حصہ اڑا لے جاتے ہیں"۔[21]

یہ استحصال کس طرح ہو رہا ہے، اس ضمن میں چند اخباری تراشوں کی مدد سے صورتحال کو مزید مبرہن کیا جاتا ہے، تاکہ معاملہ مذکورہ کی حقیقت خوب واضح ہو سکے، موجودہ دور چونکہ میڈیا کا دور ہے اس لئے بھی ان خبروں اور تجزیوں کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔

دھان کی بمپر کراپ کے باوجود کاشتکار کے ہاتھ خالی

سرکاری خریداری پیچیدہ ہے مڈل مین دھان سستی خرید رہا ہے۔ رواں سیزن میں ملک میں 6 کروڑ 50 لاکھ ٹن سے زائد دھان کی پیداوار ہوئی حکومت نے سپر باسمتی دھان کی سرکاری قیمت گزشتہ سال 1500 روپے سے کم کر کے 1200 روپے جبکہ اری 6 کی 750 سے کم کر کے 500 روپے فی من مقرر کی ہے تاہم ملک میں کسی بھی جگہ سرکاری قیمت پر دھان کی خریداری نہیں ہو رہی ہے۔ کاشتکار آڑھتیوں کو اونے پونے داموں دھان کی فروخت کر رہے ہیں جس سے کسانوں کو کم و بیش 120 ارب روپے کا خسارہ اٹھانا پڑا۔[22]

اس سال بھی کسان کے ساتھ یہی ہوا کہ دھان اور کپاس کی مارکیٹنگ میں کسان لٹ گیا اور مڈل مین بن گیا دوران برداشت اور موجودہ قیمت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

سبزیاں اور پھل مڈل مین کے باعث مہنگے ہو رہے ہیں۔ وزارت زراعت و خوراک

اسلام آباد (اے پی پی) وفاقی زراعت و خوراک نے کہا ہے کہ ملک بھر میں فروخت ہونے والے پھلوں اور سبزیوں کی آمدنی کا 85 فیصد مڈل مین لے جاتا ہے، جس سے ملک میں سبزیاں اور پھل مہنگے داموں خریدنے پڑتے ہیں۔ وزارت کی طرف سے پھلوں اور سبزیوں کی مارکیٹنگ پر جاری ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مختلف پھلوں اور سبزیوں کی فروخت ہونے ولی قیمت کا صرف معمولی حصہ کاشت کاروں کو پہنچتا ہے اور بہت زیادہ منافع مڈل مین لے جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 100 روپے میں ملنے والے پھل یا سبزی میں اوسطاً 44 روپے دکاندار 8 روپے ہول سیلر 2 روپے کمیشن ایجنٹ تقریباً 28 روپے باغات کے ٹھیکیدار جبکہ کاشتکار کو صرف 18 روپے ملتے ہیں:

دوکاندار = 44

ہول سیلر 08 =

کمیشن ایجنٹ 02=

ٹھیکیدار 28=

اور کسان کاشتکار 18 =[23]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :"ولا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ "[24] یعنی لوگوں کے مال یا لوگوں کی چیزوں اور ملکیتوں کی قیمت کم نہ کرو۔ ان کو نقصان نہ پہنچاؤ" بخس" کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔" بخس" کے دراصل معنی ہیں کسی شخص کو اس جائز ملکیت کے فائدے سے محروم رکھنا یا اس کے مال و دولت سے محروم کر دینا۔ یا کسی کی چیز کو اونے پونے میں خرید لینا ایسی ہر صورت بخس میں شامل ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مضطر کی ممانعت فرمائی ہے۔ ایک شخص مجبوری میں اپنی کوئی قیمتی چیز بیچنا چاہتا ہے اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر پانچ سو کی چیز سو روپے میں خرید لینا یہ جائز نہیں۔ اس لئے "ولا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ "کی مد میں آتا ہے۔

ولا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ کی تشریح میں مفسرین کی آراء:

اس میں بخس کے معنی کسی کے حق میں کمی کر کے نقصان پہنچانے کے ہیں، اور اس میں ہر قسم کے حقوق شامل کر لیے گئے ہیں، وہ مال سے متعلق ہوں یا عزت آبرو سے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے۔[25]

ولا تبخسواالناس اشياءهم مطلقا اى سواء كان من جنس المكيل والموزون او من غيره وسواء كانت جليلة او حقيرة وكانوا ياخذون من كل شئ يباع شياء كما يفعل السماسره ويمكنون الناس وينقصون من اثمان ما يشترون من اشياء[26] فانهم كانوا ياخذون من كل شئ يباع كما تفعل السماسره وكانوا يمسكون الناس وكانوا ينقصون من اثمان ما يشترون من اشياء فنهوا عن ذلک۔[27]

آیت مبارکہ کے تحت مفسرین کرام بیان کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ولا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ کا حکم مطلق ہے، مارکیٹنگ میں مڈل مین ہر چیز چاہے وہ ناپی جانے والی ہو یا وزن کی جانے والی ہو، چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ہو اسے کم قیمت میں خرید لیتا ہے، اسی سے ممانعت کی گئی ہے۔

یعنی جولائی 2011 میں مکیئ کی فصل منڈی میں جارہی تھی اس کی منڈی میں قیمت چل رہی تھی850 روپے سے لے کر900 روپے تک۔ تو یکدم رفحان میزمل نے خریداری بند کر دی اور ادھر سے موسم ابر آلود ہونے لگا کسان کے پاس تو سٹور کی سہولت نہیں چنانچہ اس نے مکئی400 سے 500 روپے میں فروخت کرنے پر مجبور ہو گیا اس کو مڈل مین نے خرید لیا اور دوماہ کے بعد اس کی قیمت ہزار پر چلی گئی کیا یہ بخس نہیں ہے؟

اگر ہماری نظر میں آڑھت کے کاروبار میں ایک بھی خامی نہ ہوتی تو بحیثیت مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا یبیع حاضر للباداور لا تلقی الرکبان اور نھی عن السماسر ۃ کہہ دیناہی کافی ہے۔ لیکن اس پیشہ میں ان گنت استحصالی حربے تھے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ چونکہ یہ یہودی ساہوکاروں کا پیشہ تھا مدینہ میں اور ان کے دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی رواج پا رہا تھا اس لئے آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔ ڈاکٹر نور محمد غفاری اپنی کتاب میں تصویر کشی کرتے ہیں:

> مدینہ کی تجارت پر عموماً یہود کا قبضہ تھا وہ منڈیوں میں من مانی کرتے تھے۔ مصنوعی قلت پیدا کر کے اشیاء کی قیمتیں چڑھا لیتے چور بازاری اور ذخیرہ اندوزی سے کام لیتے اور یوں صارفین اور حاجت مندوں کا استحصال کرتے انہوں نے تجارت میں ان تمام طریقوں کو رواج دے رکھا تھا جن کے ذریعے یہ طبقہ صارفین اور خام اشیاء کی فروخت کرنے والوں کا استحصال کرتا تھا ان غیر شرعی اور غیر اخلاقی طریقوں میں احتکار، نجش بیع حاضر للباد ،تلقی الرکبان ،بیع النسیه، بیع المصراه، بیع المخاضره، بیع المجارفة، بیع المزابنه۔وغیرھا۔[28]

سید سلمان ندوی اپنی کتاب سیرت نبی ﷺ میں رقمطراز ہیں:

> "مدینہ منورہ کی معاشی زندگی کو جس عنصر نے سب سے زیادہ مفلوج کرر کھا تھا وہ یہودی سرمایہ دار اور ساہوکار تھے جنہوں نے اوس اور خزرج کے محتاج کسانوں کا منظم استحصال شروع کرر کھا تھا۔ وہ ان غریبوں اور محتاجوں کو اپنی من مانی شرائط پر قرضہ دیا کرتے تھے ان

کے سود در سود رقم اصل زر سے کئی گنا بڑھ جاتی تھی مدینہ کا شاید ہی
کوئی محتاج گھرانہ ایسا ہو گا جو ان کے سودی چنگل میں گرفتار نہ ہو"۔[29]

بات صرف اتنی نہ تھی یہودی انتہائی مکاری سے ہمسایہ قبائل میں دشمنی کے بیج بوتے نہایت باریکی سے سازشوں کا الاؤ بڑھکاتے اور جنگ کروادیتے پھر دونوں فریقوں کو سودی قرض دے کر لڑائی میں تیزی لاتے اور کنارے بیٹھ کر تماشا دیکھتے رہتے۔ اگر جنگ سرد پڑ جاتی تو ان کا خفیہ ہاتھ دوبارہ حرکت میں آتا اور یہودی سرمائے کا سودی قرض جنگ کا ایندھن بن کر تباہی ٹلنے نہ دیتا اس طرح یہ قوم دونوں جانب سے نفع کماتی سودی کاروبار بھی جاری رہتا اور دولت میں بھی اضافہ ہوتا رہتا تھا۔

یہودی ٹھیک اسی حکمت عملی پر اب تک عمل پیرا ہیں۔ اب یہ عالمی اداروں اور بنکوں کے ذریعے پوری دنیا کو سودی شکنجے میں الجھا رہے ہیں۔ حالیہ جنگوں کو جو انہوں نے امت مسلمہ پر مسلط کی ہے انہوں نے ہی "فنانس" کیا ہے۔ کیونکہ ان کا مفاد ہی فساد میں پوشیدہ ہے۔

درج بالا حالات اس لئے درج کئے گئے کہ مڈل مین دراصل یہودی ذہن کی پیداوار ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ دور نبوی صین اللہ علیہ وسلم سے بھی اب اس دور میں اس کی زیادہ قبیح اور گھناونی استحصالی صورتیں سامنے آئی ہیں۔ جو کسانوں اور صارفین کو سودی شکنجے سے نچوڑ رہی ہیں۔

متبادل حل

مفتی محمد تقی عثمانی تجویز دیتے ہیں کہ پیداوار کی فروخت کے موجودہ نظام میں یہ فروختگی اتنے واسطوں سے ہو کر گزرتی ہے کہ ہر درمیانی مرحلہ پر درمیانی حصہ تقسیم ہوتا جاتا ہے، آڑھتیوں، دلالوں اور دوسرے درمیانی اشخاص (MIDDLE MEN) کی بہتات سے جو نقصانات ہوتے ہیں وہ ظاہر ہیں، اسی لیے اسلام نے ان درمیانی واسطوں کو پسند نہیں کیا۔ ان واسطوں کو ختم یا کم کرنے کے لیے تو ایسے منظم بازار قائم کیے جائیں جن میں دیہی کاشتکار خود پیداوار فروخت کر سکیں یا امداد باہمی کی ایسی انجمنیں قائم کی جائیں جو خود کاشتکاروں پر مشتمل ہوں اور وہ فروختگی کا کام انجام دیں تاکہ قیمت کا جو بڑا حصہ درمیانی اشخاص کے پاس چلا جاتا ہے اس سے کاشتکار اور عام صارفین فائدہ اٹھا سکیں۔[30]

ان تمام مسائل کا بنیادی، دائمی اور اصل حل تو یہ ہے کہ اسلامی معیشت کا نظام مکمل طور پر نافذ کیا جائے ان تمام پیشوں کو ممنوع قرار دیا جائے جو استحصالی ہیں جن کا قرآن وحدیث سے ثبوت حاصل ہے۔ جن میں سے ایک مڈل مین کا پیشہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]The chamber dictionary ,2006,p-947
[2]The chamber dictionary ,2006,p-189

[3]لوئس معلوف: المنجد، (طبع بیروت:1956)،350

[4]ابراہیم مصطفیٰ: المعجم الوسیط (قاہرہ: مصر،1980)448

[5]حسن حمید: فرہنگ فارسی حمید، (طبع ایران:1379ھ)1228/2

[6]متی:23تا26

[7]لوقا:15تا21

[8]متی:23تا26

[9]سہاروی، حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام (لاہور: ادارہ اسلامیات 1984ء) ص331تا332

[10]بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح بخاری، باب بیع التمر بالتمر، صحیح البخاري (3/ 73)

[11]بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب النهي عن تلقي الركبان وأن بيعه مردود لأن صاحبه عاص آثم إذا كان به عالما وهو خداع في البيع، والخداع لا يجوز (3/ 72)

[12]ابوداؤد، سلیمان بن اشعث: سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب في النهي أن يبيع حاضر لباد (3/ 269)

[13]المرداوي، علاء الدين أبو الحسن علي بن سليمان المرداوي، الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى 1419ه) 4\341.

[14]المقدسي، عبدالله بن أحمد بن قدامة أبو محمد، المغني، (بيروت:::، دار الفكر) 4\302

[15]المقدسي، عبدالله بن أحمد بن قدامة أبو محمد، الكافي (بيروت:::، دار الفكر) 2\14.

[16]البخاري، محمد بن اسماعيل: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب نجش، صحيح البخاري (3/ 70)

[17]نفس المصدر، (3/ 69)

[18]ابن ماجہ، محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، کتاب التجاراۃ باب من باع عيباً فليبينه، (2/ 755)

[19] ابو داود، سلیمان بن اشعث: سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی العربان، (3/ 302)

[20] ابن ماجہ، محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، کتاب البیوع، باب الحکرۃ والجلب (2/ 728)

[21] سید کمال حیدر، اقتصادیات پاکستان (فیصل آباد، لائل پور نفیس پرنٹنگ پریس 1981ء) ص، 272۔

[22] روزنامہ ایکسپریس بروز اتوار 27 دسمبر 2009 ص 14

[23] روزنامہ ایکسپریس 28 اپریل 2010 ص 14

[24] الاعراف: 85

[25] مفتی محمد شفیع، معارف القران، 62313

[26] الخلوتی، اسماعیل بن مصطفی الحنفی، روح البیان (بیروت: دار للنشر) 10814

[27] الشربینی، محمد بن احمد، تفسیر سراج المنیر (بیروت: دار الکتب العلمیہ) 6012

[28] غفاری، نور محمد ڈاکٹر: نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، س۔ن، 140

[29] شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی: سیرت النبی ﷺ، نیشنل بک فائونڈیشن اسلام آباد، 5/2

[30] عثمانی، محمد تقی مولانا، اسلام اور جدید معاشی مسائل، 23912